سورة العٰدِيٰت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالۡعٰدِيٰتِ ضَبۡحًا ۙ ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِيٰتِ قَدۡحًا ۙ ﴿۲﴾

فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ ﴿۳﴾ فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۙ ﴿۴﴾

فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۙ ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ۚ ﴿۶﴾

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ ۚ ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ ؕ ﴿۸﴾

اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ۙ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ۙ ﴿۱۰﴾

اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ؑ ﴿۱۱﴾

مطالعہ حدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ
لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا
يُسْتَجَابُ لَكُمْ

جامع ترمذی:جلد دوم:حدیث نمبر 45

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر عذاب بھیج دے اور تم اس سے دعائیں مانگو اور وہ قبول نہ کرے

سورة العٰدِيٰت

- سورۃ کا نام **الْعٰدِيٰتِ** - جو اس کا پہلا لفظ ہے
- **مقامِ نزول** - اس کے بارے میں دو قول ہیں
- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عکرمہؓ اسے مکی قرار دیتے ہیں
- حضرت انس ابن مالکؓ اور حضرت قتادہؓ کے خیال میں یہ مدنی ہے۔ حضرت ابن عباس (رض) سے دو قول منقول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ سورۃ مکی ہے اور دوسرا یہ کہ یہ مدنی ہے
- سورۃ کے مضمون اور اس کے اندازِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی دور میں نازل ہوئی ہے جب سورۃ الزلزال نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ دونوں سورتوں کے مضمون میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے

سورۃ العٰدِیٰت

- **سورۃ کا موضوع**
  - مخلوق اپنے خالق اور مالک کی وفادار ہے لیکن انسان اس کا ناشکرا
  - انسان کو چاہیئے کہ آخرت پر ایمان لا کر اپنے رب کا شکر گذار بنے
- **مضامین**
  - انسان آخرت کا منکر یا اس سے غافل ہو کر اخلاقی پستی میں گر جاتا ہے اسکے حضور جواب دہی سے ناواقف ہو کر انسان اپنے رب کا ناشکرا ہو گیا ہے
  - انسان کے ناشکرے پن پر اس کی تنبیہ اور ملامت - کہ اس دنیا میں وہ سب کچھ انہی وسائل و ذرائع ہی سے حاصل کرتا ہے جو اللہ نے اس کو بخشے ہیں لیکن وہ اس حقیقت کو بھول جاتا ہے
  - جب سب کچھ خدا کی عنایت سے حاصل ہوا تو اس پر خدا کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کرنا بھی واجب ہے

سورة العٰدِیٰت

آیات ۱ تا ۸

جنگی گھوڑوں کی اس بات پہ شہادت کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

آیات ۹ تا ۱۱

انسان کو انتباہ۔ایک دن وہ قبر سے اٹھا کر رب کے حضور حساب کے لیئے پیش ہو گا۔ اس روز اس کے سب اعمال، باطن کے احوال، نیتیں اور ارادے سامنے آجائیں گے

سورة العٰدِيٰت

- اس سورۃ میں
  - العٰدِيٰت
  - مُوْرِيٰتِ
  - مُغِيْرٰتِ
  - فَاَثَرْنَ
  - فَوَسَطْنَ

جمع موٴنث کے صیغے ہیں لیکن ان کا ترجمہ مذکّر کے صیغے میں کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سب الفاظ (گھوڑوں کی) صفات کے طور پہ آئے ہیں اور گھوڑے اردو میں مذکّر استعمال ہوتے ہیں لیکن عربی میں بالعموم موٴنث استعمال ہوتے ہیں

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ ﴿١﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ ﴿٢﴾

وَالْعٰدِيٰتِ - اور قسم ہے دوڑنے والوں کی   مادہ - ع د و

- عَدَا يَعْدُو عَدْوًا و عَدَوَانًا تیزی سے جانا، دوڑنا، تجاوز کرنا
- عادی- جو دوڑنے، مقابلے پہ جانے (قتل و قتال) کے لیئے تیار ہو
- عَادِي کی مؤنث عَادِية
- عَادِية کی جمع عَادِيات
- مؤنث کا صیغہ کیوں ؟ چونکہ یہ لفظ گھوڑوں کے لیئے استعمال ہوا ہے
- گھوڑوں کے لیئے عموماً عربی میں مؤنث کا صیغہ استعمال ہوتا ہے
- عادیات کے ساتھ ضَبْحًا کا لفظ اس کو گھوڑوں سے مخصوص کرتا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ ②

ضَبْحًا - ہانپتے ہوئے

- ضبح وہ آواز جو سرپٹ دوڑنے کی وجہ سے گھوڑوں کے منہ سے نکلتی ہے

فَالْمُوْرِيٰتِ - پھر چنگاریاں جھاڑتے ہیں وَرٰی یَرِیْ آگ کا شعلہ برآمد ہونا

- اورٰی ۔ آگ کا شعلہ پیدا کرنا
- أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ - بھلا دیکھو وہ آگ جو تم سلگاتے ہو

قَدْحًا - (ٹاپوں) کی رگڑ سے قَدْحًا میں رگڑ کر آگ جلانے کا مفہوم

- پتھر پر پتھر یا لوہے کو لوہے پر مار کر آگ نکالنا (نعل کا پتھروں پہ لگنا)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ ②

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے ہانپتے (گھوڑوں) کی
جو چنگاریاں جھاڑتے ہیں (ٹاپوں) کی ٹھوکر سے

By the (Steeds) that run, with panting (breath)
And strike sparks of fire

فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ ③ فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۙ ④

فَالۡمُغِیۡرٰتِ - جو حملہ آور ہوتے ہیں المغیرات جمع ہے المغیرة کی

- مادہ - غ ي ر
- أغارَ يُغِيرُ ، إغارَةً وحشیانہ حملہ کرنا، چھاپہ مارنا، ٹوٹ پڑنا
- مُغِير حملہ آور مُغِيرة (مؤنث) اس کی جمع مغیرات
- اردو میں اس سے متعدد الفاظ۔ غیر، اغیار، متغیر، غیرت، تغیر

صُبۡحًا - صبح کے وقت

- صبح کا وقت عربوں میں غارت گری یا لوٹ مار کے لیئے معروف تھا
- وَاصَبَاحًا ایک نعرہ۔ غارت گری کا الارم (صبح کے وقت کی آفت)

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ ﴿٣﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ ﴿٤﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ ﴿٥﴾

فَاَثَرْنَ بِهٖ - پھر وہ اڑاتے ہیں اس سے اثارۃ : ابھارنا، اٹھانا

نَقْعًا - گرد و غبار

فَوَسَطْنَ بِهٖ - پھر وسط میں جا پہنچتے ہیں اس وقت

- وَسَطَ يَسِطُ وَسْطًا : کسی چیز کے درمیان ہونا
- وساطت : وسیلہ - درمیان میں پڑھنا واسطہ : بھی اسی مفہوم میں
- امتِ وسط : درمیانی امت (امتِ مسلمہ)
- اردو میں : وسط، اوسط، وساطت ، واسطہ ، توسط

جَمْعًا - کسی جماعت کے

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ ﴿٣﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ ﴿٤﴾
فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ ﴿٥﴾

پھر صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں - پھر اس موقع پر گرد و غبار
اڑاتے ہیں- پھر اِسی حالت میں کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں

And scouring to the raid at dawn,
And raise the dust in clouds the while
And penetrate forthwith into the midst (of the foe) en masse;

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ ② فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ ③

- پانچ قسموں کا مفہوم
- عادیات کے معنی دوڑنے والے - یہاں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ صفات کن کی ہیں؟ گھوڑوں کی ہیں یا اونٹوں کی؟
- اس بارے میں مفسرین میں اختلاف - کچھ نے اونٹ اور کچھ نے گھوڑے کہا
- ان دوڑنے والوں کی آگے چار صفتیں جو ترتیب کے ساتھ آئی ہیں، وہ جنگی گھوڑوں کے سوا کسی اور چیز پر منطبق نہیں ہوتیں
- امام رازی فرماتے ہیں کہ ان آیات کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مراد گھوڑے ہیں کیونکہ ضبح کی آواز گھوڑے کے سوا کسی سے نہیں نکلتی

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ ② فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ ③

- پانچ قسمیں
- آگ جھاڑنے کا فعل بھی پتھروں پر سموں کی ٹاپ پڑنے کے سوا کسی اور طرح کے دوڑنے سے نہیں ہوتا
- اور اسی طرح صبح سویرے چھاپہ مارنا بھی دوسرے جانوروں کی بہ نسبت گھوڑوں ہی کے ذریعہ سے سہل ہوتا ہے
- اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ جب کسی بستی پر انہیں چھاپہ مارنا ہوتا تو رات کے اندھیرے میں چل کر جاتے تاکہ دشمن خبردار نہ ہوسکے، اور صبح سویرے اچانک اس پر ٹوٹ پڑتے تھے

فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾

- پانچ قسمیں
- یہ یلغار کے وقت زوردار اور شدید حملے کی وجہ سے غبار اڑاتے ہیں۔
- یلغار کے وقت یا جب یلغار کی وجہ سے ماحول غبار سے اٹا ہوا ہو دشمن کی فوج کے اندر گھس جاتے ہیں۔
- انھیں نہ دشمن کی افرادی قوت کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ان کے اسلحہ کی۔ وہ اپنے مالک کی خوشنودی کے لیے ہر خطرے سے لڑ جاتے ہیں

فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾

- پانچ قسمیں
- سورۃ کے آغاز میں جنگی گھوڑوں کی پانچ صفات کی قسم کھائی گئیں
- جنگی گھوڑے جو انسانوں کی مخلوق نہیں اور نہ ان کا رزق انسانوں کا پیدا کردہ ہے۔ بااین ہمہ یہ اپنے مالکوں کی اطاعت و خدمت میں جان لڑا دیتے ہیں
- ان کی یہ وفاشعاری اور جانثاری اس مالک کے لیے ہے جس نے انھیں نہ جسم دیا ہے، نہ جان دی ہے، نہ صحت بخشی ہے، نہ وہ ان کے رزق کا خالق ہے، صرف چند گھاس کے تنکے اور پانی کے چند گھونٹ انھیں پلاتا ہے اور وہ اس کے شکریئے کے طور پر جان لڑا دیتے ہیں۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ ⑤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ ⑥

اِنَّ الْاِنْسَانَ - بیشک انسان

لِرَبِّهٖ - اپنے رب کا

لَكَنُوْدٌ - بڑا ہی ناشکرا ہے

- كَنَدَ يَكْنُدُ ناشکری کرنا
- کنود : ایسا ناشکرا جو ہر دم مصائب و مشکلات کا ذکر تو کرتا رہے مگر اللہ کی نعمتوں کا نام نہ لے

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ ٦

حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

Truly man is, to his Lord, ungrateful;

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ ﴿٧﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ ﴿٨﴾

وَاِنَّهٗ - اور بے شک وہ

عَلٰى ذٰلِكَ - اس پر

لَشَهِيْدٌ - یقیناً گواہ ہے

وَاِنَّهٗ - اور بے شک وہ

لِحُبِّ الْخَيْرِ - مال کی محبت کے لیے

○ خیر: بھلائی- وہ چیز جو سب کو مرغوب ہو ، دنیا کا مال و متاع، اولاد، نیکی

لَشَدِيْدٌ - یقینا بہت سخت ہے

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ ﴿٧﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ
لَشَدِيْدٌ ؕ ﴿٨﴾

اور بے شک وہ اس بات پر خود شاہد ہے
اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے

And to that (fact) he bears witness (by his deeds)
And most surely he is tenacious in the love of wealth.

محمد اقبال

وَ اِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ ﴿۷﴾

- انسان خود اپنے اوپر گواہ ہے
- فرمایا کہ اس کے اس ناشکرے پن پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود اس پر سب سے بڑا گواہ ہے۔ سورۃ قیامہ میں فرمایا ہے :

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِيْرَهٗ (القیٰمۃ : ۱۴۔۱۵)

(بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہے اگرچہ وہ کتنے ہی عذرات تراشے)

- جو باتیں انسان کی فطرت کے مقتضیات میں سے ہیں وہ دلیل کی محتاج نہیں ہوتیں۔ ان کے حق میں سب سے بڑی گواہی خود انسان کی فطرت اور اس کے ضمیر کے اندر موجود ہوتی ہے

وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ؕ ⑧

○ کردار کی گواہی

○ یہ اس کے ناشکرے پن پر اس کے کردار سے دلیل پیش ہے کہ وہ مال کی محبت میں غرق ہے

○ انسان جو کچھ اپنے رب کی بخشش و عنایات سے پاتا ہے اس کو اپنی تدبیر و قابلیت کا کرشمہ سمجھتا ہے اور اس پر سانپ بن کر بیٹھ رہتا ہے، اس میں مالک کا کوئی حق تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوتا اور اگر کوئی اس کے لئے اس کو یاد دہانی کرے تو اس کو جواب دیتا ہے کہ اس کے مال کو خدا سے کیا تعلق۔ یہ تو اس نے اپنی محنت و قابلیت سے حاصل کیا ہے۔ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِی (القصص : ۷۸) (یہ تو مجھے اس علم کی بدولت ملا ہے جو میرے اپنے پاس ہے) ۔

اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ﴿۱۰﴾

بَعْثَرَ: بکھیرنا، پھیلانا، منتشر کرنا سامان کو الٹ پلٹ کرنا، چھپی ہوئی چیز برآمد کرنا

اَفَلَا يَعۡلَمُ - کیا نہیں وہ جانتا

اِذَا بُعۡثِرَ - جب نکالا جائے گا

مَا فِی الۡقُبُوۡرِ - جو قبروں میں ہے

وَ حُصِّلَ - اور حاصل کرلیا جائے گا

- **حصل**: کسی چیز کا چھلکا الگ کر کے گودہ نکالنا- جیسے پتھروں سے سونا نکالنا، بھوسے سے گندم کے دانے نکالنا
- **اردو میں**: حاصل، محصول، حصول، تحصیل، حوصلہ

مَا فِی الصُّدُوۡرِ - جو کچھ سینوں میں ہے

اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ ⑨ وَ حُصِّلَ
مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ ⑩

تو کیا وہ اُس حقیقت کو نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ
(مدفون) ہے اُسے نکال لیا جائے گا -اور سینوں میں جو کچھ
(مخفی) ہے اُسے برآمد کیا جائے گا

Does he not know,- when that which is in the graves is scattered abroad –And that which is (locked up) in (human) breasts is made manifest

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۙ ﴿٩﴾

- مال و دولت سے محبت کرنے والوں کو تنبیہ

- سیم و زر کی حد سے بڑھی ہوئی محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے انجام کو بھول جاتا ہے۔ اسے فکر ہر وقت اپنے سیم و زر اور درہم و دینار کی رہتی ہے اور وہ دولت کی محبت میں ایسا اندھا ہوتا ہے کہ اسے یہ کبھی خیال نہیں گزرتا کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ جو کچھ قبروں میں ہے سب کچھ اگلوا لیا جائے گا۔ یعنی مرے ہوئے انسان جہاں جس حالت میں بھی پڑے ہوں گے ان کو زندہ انسانوں کی شکل میں نکالا جائے گا

- جس طرح مردوں کو زندہ کرکے قبروں سے نکالا جائے گا اسی طرح دفینوں کو بھی زمین سے نکالا جائے گا۔ پھر ان دفینوں کا جائزہ لے کر واضح کر دیا جائے گا کہ اس میں کن کن لوگوں کے حقوق دفن کیے گئے تھے۔

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿١٠﴾

○ اعمال کے محرکات کا بھی حساب ہوگا

- ○ دفینوں کی طرح سینوں کے سارے راز بھی اگلوائے جائیں گے۔ انسانوں کے اعمال بھی اکٹھے کیے جائیں گے اور ان کے باطنی محرکات کو بھی جانچ پڑتال کے لیے کھول دیا جائے گا
- ○ دلوں میں جو برے ارادے پلتے رہے، فاسد نیتیں پروان چڑھتی رہیں اور خیالات وافکار کا بگاڑ پنپتا رہا، ہر چیز کھول کر سامنے رکھ دی جائے گی
- ○ اللہ کی طرف سے فیصلہ صرف ظاہر کو دیکھ کر نہیں بلکہ ہر عمل کے پیچھے اور ہر ارادے کے پس منظر میں اور خیالات وافکار کے بگاڑ کے اسباب میں گہری نظر سے جانچ پڑتال کی جائے گی۔ جس میں اعمال کے ظاہر پر گرفت باطن کے تجزیئے کے بعد ہوگی۔ اور یہ تجزیاتی قوت جسے تحصیل کہا گیا ہے صرف اللہ کی قدرت میں ہے۔ کسی انسان اور کسی عدالت کے بس کی بات نہیں۔

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ع ١١

إِنَّ - بے شک

رَبَّهُمْ - ان کا رب

بِهِمْ - ان سے کے بارے میں

يَوْمَئِذٍ - اس روز

لَّخَبِيرٌ - خوب خبر رکھنے والا ہے

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّخَبِيرُۢ ۝١١

یقیناً اُن کا رب اُس روز اُن سے خوب باخبر ہوگا

On that day will their Lord be perfectly informed concerning them.

اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ؏ ﴿۱۱﴾

- اللہ تعالیٰ کا علم حدود و قیود سے ماوراء ہے
- اللہ تعالیٰ آج بھی لوگوں کے اعمال اور ان کے محرکات سے پوری طرح باخبر ہے اور قیامت کے دن بھی باخبر ہوگا۔ اس لیے وہاں محرکات کی تحقیق اندازوں کی بنیاد پر نہیں، علم کی بنیاد پر ہوگی
- البتہ آج اور قیامت میں فرق یہ ہے کہ آج یعنی دنیا میں ہر چیز کو آشکارا کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔ اور قیامت کے دن اس کی حکمت اور عدل کا تقاضا ہوگا کہ ہر چیز کو نمایاں کرکے سامنے رکھ دیا جائے، تاکہ عمل کرنے والا اور دوسرے لوگ بھی جان لیں کہ ان کے بارے میں جو فیصلہ کیا جارہا ہے وہ انصاف کے مطابق اور مبنی بر حق ہے